انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

# اباطیل مرزا

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

# اباطیل مرزا

# آہ! نادر شاہ کہاں گیا؟

(از ''اہلحدیث'' ۲۳؍فروری ۱۹۳۴ء)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم. اما بعد.

اس عنوان سے ایک مہمل سا الہام مرزا قادیانی کا شائع ہوا تھا جس کو امیر نادر خان مرحوم کی شہادت کے موقع پر نکال کر مرزا قادیانی کی صداقت کا ثبوت دیا گیا۔ امت مرزائیہ کے دونوں اخباروں نے اس پر خوب حاشیے چڑھائے۔ ''اہلحدیث'' آج تک خاموش رہا دوسرے ضروری مضامین پر توجہ رہی۔ نیز اس پیشگوئی کو ہم نے ایسا مہمل سمجھا کہ کوئی عقلمند اس پر توجہ ہی نہ کرے گا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے حضرت مسیح کی ایسی بلکہ اس سے بھی واضح تر پیشگوئیوں کی ہنسی اڑائی ہوئی ہے۔ حضرت مسیح نے فرمایا تھا زلزلے آئیں گے۔ اس پر لکھتے ہیں یہ بھی کوئی پیشگوئی ہے کہ زلزلے آئیں گے کیا دنیا میں زلزلے آیا نہیں کرتے'' (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۴، خزائن ج۱۱ حاشیہ ص۲۸۸)

حالانکہ حضرت مسیح کے کلام میں فقرہ تامہ مفیدہ بھی ہے اور مرزا قادیانی کے الہام میں فقرہ مفیدہ بھی نہیں۔ باوجود اس کے قادیانی پریس نے اپنی عادت کے مطابق اس کو بہت پھیلایا۔ یہاں تک کہ خلیفۂ قادیان نے نادر شاہ والے الہام پر بڑا بسیط مضمون لکھا جس کو ٹریکٹ کی صورت میں بھی شائع کیا گیا اور قادیانی ''الفضل'' (۱۵؍فروری ۱۹۳۴ء) میں ہماری خاموشی کو صداقت پر مہر سمجھا۔ اس لئے آج ہمیں اس پر توجہ کرنی پڑی۔

خلیفۂ قادیان نے اس الہام کو پہلے بچہ سقہ کے واقعہ پر لگایا۔ پھر نادر خان مرحوم کے انتقال پر چسپاں کیا۔ یہ تو کیا جو کیا غضب تو یہ کیا کہ بچہ سقہ ڈاکو اور اس کے تین سو ساتھیوں کو محض امان اللہ خان امیر کابل کی عداوت میں اصحابِ بدر کی مانند قرار دیا۔ چنانچہ لکھا ہے:

''کابل میں بدر کی جنگ کا نظارہ:۔ خدا نے مسیح موعود (مرزا) کو اطلاع دے رکھی تھی اس کے مطابق بچہ سقہ کو ایک جماعت کے ساتھ جو تعداد میں اصحاب بدر کے مطابق تھی یعنی کل تین سو سپاہی تھے امان اللہ خان کے مقابلے کے لئے کھڑا کر

دیا اور پھر دوبارہ بدر کی جنگ کا نظارہ دنیا نے دیکھا۔ یعنی تین سو ناتجربہ کار اور بے سامان سپاہیوں نے ایک حکومت کا جو قلعوں میں محفوظ تھی تختہ الٹ دیا۔''

(رسالہ ''ایک تازہ نشان کا ظہور'' ص ۹٫۸)

مسلمانوں کے لئے کس قدر دل شکن تحریر ہے آہ! کس قدر خود غرضی پر مبنی اور جاہلانہ تقریر ہے کہ ڈاکوؤں اور سفاکوں کی ٹولی کو اصحاب بدر (رضی اللہ عنہم وارضاہم) سے تشبیہ دی جائے اور ان کے ظالمانہ غلبہ کو فتح نبویہ کے ساتھ مشابہت دی جائے۔ لطف یہ ہے کہ یہ نہ سوچا کہ ان اصحاب بدر کو جس (نادر خان) نے قتل کر کے فنا کیا وہ کون ہوا۔ مومن یا کافر؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی امت کو مسلمانوں کے خیر و شر سے کوئی واسطہ ہی نہیں بلکہ محض اپنے قدح کی خیر منانے سے مطلب ہے۔ اسی لئے بغداد کے سقوط پر جس وقت دنیا کے کل مسلمان رو رہے تھے ان کے دل میں سخت رنج ہو رہا تھا۔ قادیان سے بڑی مسرت کا مضمون نکلا تھا جس میں انگریزی فتح پر اظہار مسرت کرنے کے علاوہ ترکوں کو بندر اور سؤر قرار دیا تھا۔ (الفضل۔ ۱۰/۱۱ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

اس سے آگے مطلب کو دیکھئے کہ اسی الہام (نادر شاہ) کو پہلے اس موقع پر لگایا گیا تھا۔ جب بچہ سقہ کو فنا کر کے نادر خان مرحوم نے کابل پر تصرف کیا تھا۔ چنانچہ خلیفہ صاحب لکھتے ہیں:

''آہ! نادر شاہ: اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس پہلے واقعہ (بچہ سقہ) کے بعد نادر شاہ بادشاہ افغانستان کا ہوگا۔'' (ایضاً ص ۱۰)

بہت اچھا۔ معلوم ہوا کہ بچہ سقہ کے زمانے میں افغانستان کی حکومت کے لئے اہل کابل پکار رہے تھے۔ ''آہ! نادر شاہ کہاں گیا''؟۔ یعنی وہ آئے اور بادشاہ بن کر حکومت کرے۔ چنانچہ نادر خان بادشاہ ہو گئے۔ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ مگر اتنے پر کفایت کرتے تو ''مرزائی'' کیسے کہلاتے اور نادر خان مرحوم کی شہادت کے موقع پر کیونکر بولتے؟ اس لئے انہوں نے بچہ سقہ پر چسپاں کرنے کے علاوہ مذکورہ الہام وسیع کر کے آگے بڑھایا۔ حتیٰ کہ اسے شہادتِ نادر خان تک پہنچا کر لکھا کہ:

''بادشاہ بننے کے بعد ایک آفت ناگہانی کے ذریعہ سے اس کی موت واقع ہوگئی ہے حتیٰ کہ سب ملک ** چلا اٹھا کہ آہ! نادر شاہ کہاں گیا'' (ایضاً ص ۱۱)

ایک اُردو شاعر نے اپنے معشوق کو مشورہ دیا تھا کہ تم وصل سے انکار نہ کیا کرو بلکہ یوں کیا کرو:

---

(**) کابل کا ملک مراد ہے یہ لفظ یاد رہے۔ منہ

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

یہی مشورہ مرزا قادیانی کے الہام کنندہ نے ان کو دیا ہوا ہے کہ جو بات کرو ایسی کیا کرو کہ حسب موقع اس کے کئی معانی نکالے جاسکیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا الہام (آہ! نادر شاہ) اسی مشورے کے ماتحت ہر ایک پہلو پر چسپاں کیا جاتا ہے۔

ناظرین کرام! آپ مرزا قادیانی کے اس گول مول الہام سے متعجب نہ ہوں۔ ان کی مشین میں اسی قسم کے الہام بہت ڈھلا کرتے تھے۔ اس کی مثال بلکہ اہمال میں اس سے بھی عجیب تر الہام ''غزنوی'' ہے۔ (تذکرہ ص۷۱۵ طبع ۳۔ بدر ج۶ نمبر۱۶۔ ۱۸/اپریل ۱۹۰۷ء)

کیسا فصیح اور کیسا بلیغ اور کیسا بامعنی الہام ہے ''غزنوی'' مبتدا خبر ''مر گیا'' صحیح ہے۔ ''غزنوی'' مبتدا خبر ''پیدا ہوا'' صحیح۔ ''غزنوی'' مبتدا خبر ''بنگال میں وزیر ہوا'' بالکل صحیح۔ ''غزنوی'' مبتدا خبر ''ہندوستان میں حملہ کرنے آیا تھا''۔ کتب تاریخ گواہ ہیں۔ غزنوی مبتدا امرتسر میں ایک خاندان ہے بالکل ٹھیک ہے۔ یہاں تک کہ غزنوی کی خبر ''پر مقدمہ ہوگا'' بھی درست ہے۔ چنانچہ مولوی اسماعیل غزنوی پر بمبئی میں مقدمہ چل رہا ہے جس کی پیشی ۳۰ مارچ کو تھی۔ غرض دنیا میں جتنے واقعات ایسے ہوں جن کو کسی غزنوی سے تعلق ہو ان سب پر یہ الہام چسپاں کر دیا جائے گا۔

<u>ایک لطیف تردید:</u> ہمارے لڑکپن کا واقعہ ہے۔ پنجاب میں ایک مکار واعظ پھرا کرتا تھا۔ اس کو بغدادی مولوی کہتے تھے۔ وعظ میں کہا کرتا تھا۔ لفظ وہابی اصل میں ''واہ بی'' ہے۔ اس کا قصہ یوں بیان کرتا کہ عبدالوہاب نجدی کی لڑکی کو ناجائز حمل ہو گیا تھا۔ محلے کی عورتوں نے اس کو دیکھ کر کہا واہ بی! واہ بی! یہ لوگ اس کی اولاد ہیں۔ جہلاء تو خوب ہنستے مگر ہم ان سے پوچھا کرتے کہ مولوی صاحب نجد میں اُردو زبان ہے یا عربی؟ اگر یقیناً عربی ہے تو پھر نجد کی عورتوں نے ''واہ بی!'' کیونکر کہا؟ معلوم ہوا کہ یہ آپ کا من گھڑت افتراء ہے۔ ٹھیک اسی طرح نادر شاہ کی بے وقت شہادت پر سب سے پہلے دردناک آواز اہل کابل کی زبان سے نکلی ہوگی۔ ان کی زبان یقیناً فارسی ہے اور مرزا قادیانی کا الہام (آہ! نادر شاہ کہاں گیا؟'') اُردو فقرہ ہے جو اہل کابل کا نہیں ہو سکتا۔ مرزا قادیانی کو فارسی میں بھی الہام ہوئے اور ہو سکتے تھے۔ پس اگر نادر خان (شاہ کابل) اس الہام سے مراد ہوتے تو الہام کے اصل الفاظ فارسی ہوتے تاکہ اہل کابل ** کی دردناک

(**) خلیفہ صاحب نے خود لکھا ہے کہ سب ملک چلا اٹھا۔ دیکھو نوٹ سابق۔

آواز کی پوری ترجمانی کر سکتے۔ ہم حیران ہیں کہ سب سے پہلے تکلیف تو پہنچے اہل کابل کو مرزا قادیانی کا الہام کنندہ اس کی حکایت کرے اور زبان فارسی بھی جانتا ہو لیکن الہام کرے اردو میں؟ چہ خوش! یا یہ بات ہے۔

شوخ من ترکی دمن ترکی نے دانم

اس سے صاف ثابت ہے کہ اس الہام کو شاہ کابل کی وفات سے کوئی تعلق نہیں۔

**اصول مرزا:۔** قادیانی ممبرو! تم خلیفہ کا منہ دیکھتے ہو یہ تمہاری غلطی ہے ہم بڑے میاں مرزا متوفی کو ماننے والے ہیں۔ پس سنو! مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

''پیشگوئی سے صرف یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کے لئے بطور دلیل کے کام آسکے لیکن جب ایک پیشگوئی خود دلیل کی محتاج ہے تو کس کام کی......؟ پیشگوئی میں تو وہ امور پیش کرنے چاہئیں جن کو کھلے کھلے طور پر دنیا دیکھ سکے اور پہچان سکے۔''

(تحفۂ گولڑویہ ص۱۲۱، ۱۲۲۔ خزائن ج۱۷ ص۳۰۱)

سچ بتاؤ! ''آہ نادر شاہ'' والی پیشگوئی اس معیار پر پوری اتر سکتی ہے؟ یاد رکھو جب تک ''اہلحدیث'' کے ہاتھ میں قلم ہے۔ انشاءاللہ تم دنیا کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔

مختصر یہ کہ مرزا قادیانی نے جو الفاظ یسوع مسیح کی مجمل پیشگوئیوں کے حق میں لکھے ہیں وہ قابل غور ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''اُس درماندہ (یسوع مسیح) انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، لڑائیاں ہوں گی۔ پس اُن دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیشگوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنالیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آیا کرتے، کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۴۔ خزائن ج۱۱ حاشیہ ص۲۸۸)

ہمارا حق ہے...... کہ ہم اسی عبارت کو ہو بہو مرزا قادیانی پر چسپاں کرنے کو یوں کہیں:

''اس درماندہ انسان (ذیابیطس اور ہسٹریا اور مراق کے دماغی بیمار مرزا) کی پیشگوئیاں کیا تھیں یہی کہ ''غزنوی'' اور ''آہ نادر شاہ کہاں گیا'' پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی پیشگوئیاں اس کی صداقت کی دلیل بنائیں اور بقول خود سچے کے سامنے جھوٹا ہو کر مرنے والے کو نبی بنالیا۔''

# حلف مؤکد بعذاب کا تقاضا

## بے حیائی تیرا آسرا

(از ''اہلحدیث'' ۱۸ر مئی ۱۹۳۴ء)

ہمارے مخاطب قادیانی دوست ایسے کچھ قسم کھائے بیٹھے ہیں کہ ٹلتے ہی نہیں بڑے میاں اپنے اعلان کے موافق (کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے گا) انتقال کر گئے۔ جسے آج ربع صدی (۲۵ سال) گزر چکی ہے۔ اس کے بعد یہ لوگ مباحثہ میں مغلوب ہوئے۔ تین صد جرمانہ دیا تاہم آج بھی اکڑ کر بڑے زور سے اعلان کر رہے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائے تو دس ہزار بلکہ اکیس ہزار انعام لے۔ اس کے جواب میں کہا گیا بندۂ خدا جدید شریعت نہ بناؤ۔ بلکہ شریعت محمدیہ میں دکھاؤ کہ منکر (کافر) پر حلف آتی ہے؟ اور حلف بھی مؤکد بعذاب۔ بھلا ان باتوں کا جواب کیا دیں گے۔ پھر بھی ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر ہمارا مطالبہ ثابت کر دیں تو ہم ان کو مبلغ ایک سو روپیہ نقد انعام دیں گے جو مسلّمہ منصف کے فیصلے کے بعد ان کے حوالے کیا جائے گا۔

آج جس مضمون پر ہم یہ نوٹ لکھ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم تقاضا کرتے ہیں کہ ہم تمہاری مطلوبہ حلف اٹھانے کو طیار ہیں بشرطیکہ تم خلیفۂ قادیان سے اعلان کرا دو کہ بعد حلف مولوی ثناء اللہ اگر ایک سال تک زندہ رہا تو دوسرے سال کے پہلے ہی روز میں (محمود احمد) اپنے والد کو دعویٰ مسیحیت میں جھوٹا جانوں گا۔ اس کے جواب میں ایک نئی پیچ نکالی گئی ہے جس سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ میرے مقابلے سے واقعی اتنا دوڑتے ہیں جتنا شیر کے مقابلے سے نہتا انسان بلکہ گیدڑ دوڑتا ہے۔ ناظرین بغور پڑھیں کہ جواب کیا دیتے ہیں اور کس عقل و فہم سے دیتے ہیں کہ:

> ''تم مولوی ثناء اللہ کم سے کم ۶۶ ہزار[1] اہل حدیثوں کے دستخط کرا کر ہم کو بھیج دیں کہ مولوی ثناء اللہ اگر ایک سال کے اندر مر گئے تو ہم سارے ۶۶ ہزار اہل حدیث احمدی ہو جائیں گے۔'' (الفضل یکم مئی ۱۹۳۴ء ص ۸ کالم ۳)

مگر ان عقلمندوں نے یہ نہ سمجھا کہ ہم کن دو میں دخل دیتے ہیں اور کس سے ۶۶ ہزار کا

---

[1] ۶۶ ہزار کی تعداد اس لئے کہ بقول خود مرزائی ۶۶ ہزار ہیں۔

مطالبہ کرتے ہیں۔ او عقلمندو! سنو! میں وہ شخص ہوں جس (اکیلے) کو تمہارا نبی مخاطب کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ''آخری فیصلہ'' کی پیشگوئی میں خاص اپنی اور صرف میری شخصیت کی موت کو مدارِ فیصلہ قرار دیا تھا کسی ایک بھی متنفس (اہل حدیث یا اہل اسلام) کا میرے ساتھ ضمیمہ نہیں لگایا۔ بس میں تو وہی ہوں اور میری حیثیت اب بھی وہی ہے جو پہلے تھی کہ بحکم (ان ابراہیم کان امۃ) میں وہی موجود ہوں جو پہلے تھا۔ دوسری طرف اس وقت وہ شخصیت نہیں رہی جو پہلے تھی۔ اس لئے بطور نیابت ان کے گدی نشین کو میں مخاطب کر کے وہی نسبت تسلیم کرتا ہوں جو پہلے ہم دونوں (مرزا اور ثناء اللہ) میں تھی۔ اس کی یہ مثال بالکل صحیح ہے کہ ایڈورڈ بادشاہ انگلستان و ہندوستان دوسرے بادشاہوں کے مخاطب ہوتے تھے اب ان کے انتقال کے بعد بعینہ بلا کسی مزید شرط کے موجودہ بادشاہ حضور جارج پنجم ان کے قائم مقام ہیں نہ کسی بادشاہ کی طرف سے کوئی مزید شرط ہوئی نہ ان کی طرف سے ہوئی بلکہ محض قائم مقامی کافی سمجھی گئی۔ ٹھیک اسی طرح بفضلہ تعالیٰ میری طرف سے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس لئے میں تو اب بھی وہی ہوں جو پہلے تھا۔ چونکہ قادیانی پارٹی میں میرا اصل مخاطب نہیں رہا اس لئے ان کا قائم مقام بغیر کسی شرط کی کمی بیشی کے میرا مخاطب سمجھا جائے گا۔ جو کوئی مزید شرط لگاتا ہے وہ ان دو باتوں میں سے ایک کا اعلان کرے تو جواب لے۔

(۱) مرزا قادیانی بانی سلسلہ قادیانیہ نے غلطی کی جو مجھ سے ۶۶ ہزار کے دستخط نہ مانگے۔

(۲) میاں محمود کا درجہ اپنے باپ سے بڑا ہے اس لئے تمہاری (ثناء اللہ کی) شخصیت ان کے لئے کافی نہیں ہو سکتی بلکہ اس کی تلافی کے لئے ۶۶ ہزار اشخاص کے دستخطوں کا اقرار نامہ ہونا چاہئے۔

اگر ان دو صورتوں میں سے کوئی بھی منظور نہیں تو پھر ایسی پیچ لگانے کا سبب سوائے بزدلی اور خوف قلبی کے کیا ہو سکتا ہے؟ سچ ہے۔

خود سوئے ماندید و حیارا بہانہ ساخت

پس قادیانی ممبرو! اپنے خلیفہ سے ہمارے مطالبہ کا اعلان کھلے کھلے الفاظ میں کراؤ اور میدان عیدگاہ امرتسر میں آ کر کافر (منکر) پر حلف کا ثبوت پیش کرو، اور ساتھ ہی ہم سے حلف لے لو۔ دیکھو جلدی کرو، ایسا نہ ہو کہ لوگ کہنے لگ جائیں۔

مرزا نداشت تاب جدال ابو الوفاء
کنجے گرفت و ترسِ خدارا بہانہ ساخت

# زلزلہ بہار موعودہ قادیانی نہیں

(از "اہلحدیث" ۲۵؍مئی ۱۹۳۴ء)

ہمارے ناظرین خوب جانتے ہیں کہ دنیا میں کوئی بھی آفت آئے یا کوئی بھی مصیبت انسانوں پر نازل ہو قادیانی پریس فوراً اس کو اپنی صداقت کی دلیل بنالیتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ہماری تحقیق یہ ہے کہ ہم ہر ایک واقعہ میں ان کی تکذیب پاتے ہیں۔ جیسا کسی عارف خدا کا قول ہے:

**وفی کل شیء لہ ایۃ**
**تدل علی انہ کاذبٌ**

یعنی ہمیں ہر چیز میں دلیل ملتی ہے کہ مدعی مسیحیت جھوٹا ہے۔

زلزلہ بہار نے بوجہ ہیبت اور خوفناک تباہی کے دنیا کی نظریں اپنی طرف پھیر لیں۔ امت مرزائیہ کی نظر بھی پھیر لی۔ مگر دونوں نظروں میں فرق ہے جیسے بحکم الٰہی کہیں کوئی مکان گر پڑے تو ہمدردانِ انسانیت بطور ہمدردی بھاگے جاتے ہیں مگر لٹیرے سامان جمع کرنے کی خاطر دوڑے جاتے ہیں۔ زلزلہ بہار کے متعلق "اہلحدیث" ۲ اور ۱۶ مارچ ۱۹۳۴ء رواں میں مفصل لکھا گیا تھا۔ جس میں ثابت کیا گیا تھا کہ زلزلہ بہار مرزا قادیانی کی تکذیب کے لئے کافی ہے۔ مگر مرزائی اور خاموشی؟ اجتماع ضدین کی طرح ناممکن ہے۔ چنانچہ ۲۹؍اپریل سنہ رواں کے الفضل میں ہمارے مضمون کا جواب نکلا ہے۔ جواب کیا ہے گویا جواب سے جواب ہے۔ ہم نے زلزلہ کے متعلق تین امور لکھے تھے:

(۱) حسب تصریح مرزا قادیانی' زلزلہ ان کی زندگی میں آنا چاہئے تھا جو نہیں آیا۔

(۲) حسب تصریح مرزا قادیانی' موسم بہار میں آنا چاہئے تھا جو نہیں آیا۔ برعکس اس کے ۱۵؍جنوری کو آیا جبکہ سخت سردی کا زمانہ ہوتا ہے۔

(۳) حسب تصریح مرزا۔ زلزلہ موعودہ صبح کے وقت آنا چاہئے تھا جو نہیں آیا۔ بلکہ بعد دوپہر اڑھائی بجے آیا۔

یہ تینوں امور ایسے صاف اور صریح ہیں کہ نہ قیاس سے تعلق رکھتے ہیں نہ استنباط سے بلکہ مرزا قادیانی کی عبارات سے صاف صاف مفہوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ عبارات ہم محولہ بالا پرچوں میں نقل کر چکے ہیں۔ آج ہم مجیب کے مضمون کی روح اخذ کر کے جواب دیتے ہیں۔ ناظرین عموماً اور افراد امت مرزائیہ خصوصاً غور سے پڑھیں اور سنیں۔ مگر جواب پیش کرنے سے پہلے اتنا کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ہمارے اعتقاد میں ایک ایسا دن آنے والا ہے جس کی شان میں وارد ہے:

یَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۔ (الطارق : ۹،۱۰)

اس روز سب بھید کھل جائیں گے پھر نہ کسی میں مدافعت کی قوت ہوگی نہ کوئی کسی کا مددگار ہوگا۔

پس ہر ایک ناظر اس آیت کو سامنے رکھ کر ہمارا مضمون پڑھے۔ مجیب کے مضمون کی روح اتنی ہی ہے کہ:

''مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں زلزلہ کے آنے کی خبر دی تھی مگر بعد ازاں دعا کی تھی کہ: ''رب اخر وقت هذا''۔ اے خدا یہ زلزلہ کچھ پیچھے ڈال دے۔ پس بتاریخ ۲۸؍مارچ ۱۹۰۶ء آپ کو الہام ہوا ''اخره الله الی وقت مسمّٰی'' یعنی اللہ نے اس میں تاخیر ڈال دی ہے وقت مقررہ تک'' (الفضل ۲۹؍اپریل ۱۹۳۴ء ص ۵۔۶)

مجیب اس دعا اور جواب سے نتیجہ نکالتا ہے کہ زلزلہ بہار ہے تو وہی موعودہ زلزلہ جو مرزا قادیانی کی زندگی میں آنا چاہئے تھا لیکن حسب دعا اور حسب قبولیت دعاء حیات مرزا سے پیچھے ڈالا گیا۔ بہت خوب!

اب ہمارا فرض ہے کہ حسب عادت خود مرزا قادیانی ہی کی تحریرات سے دکھائیں کہ زلزلۂ بہار موعودہ زلزلہ نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا جواب پڑھ کر ناظرین دو باتوں کا فیصلہ بآسانی کر لیں گے۔

(۱) ''اہلحدیث'' کلام مرزا کو امت مرزا سے زیادہ جاننے والا ہے۔

(۲) امت مرزائیہ اگر ہمارا پیش کردہ حوالہ جانتی ہے تو اس کو چھپانے سے کمال بددیانتی کا مظاہرہ کرتی ہے۔

پس سنئے! مرزا قادیانی نے جس زلزلہ کے مؤخر ہونے کا اعلان کیا تھا اس کے متعلق

کچھ اور بھی کہا تھا یعنی اس زلزلہ کو اس شرط کے ساتھ مشروط کیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کے بطن سے ایک لڑکا بشیر الدولہ پیدا ہوگا۔ یہ ضروری شرط ہے جب تک یہ لڑکا پیدا نہ ہو زلزلہ مؤخرہ نہ آئے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ محمدی بیگم مذکورہ کے بطن سے ایک لڑکی کے سوا کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا بلکہ وہ عرصہ کئی سال سے فوت ہو چکی ہے۔ ہمارے اس بیان کا ثبوت مرزا قادیانی کے الفاظ میں سنئے۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

''پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونۂ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کے لئے ایک نشان ہوگا اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا کیونکہ وہ ہماری ترقیٔ سلسلہ کے لئے بشارت دے گا اسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا کیونکہ اگر لوگ توبہ نہیں کریں گے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئیں گی۔ ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو وقت پر ظاہر ہوگا اور اس کے لئے اور نام بھی ہوں گے مگر بعد اس کے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونۂ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے **رب اخّر وقت هذا. اخره الله الى وقت مسمى**۔ یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے اور یہ وحی الٰہی قریباً چار ماہ سے اخبار بدر اور الحکم میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور چونکہ زلزلہ نمونۂ قیامت آنے میں تاخیر ہوگئی اس لئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی۔ لہٰذا پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷ر جولائی ۱۹۰۶ء کو بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے اور نیز وحی الٰہی کی سچائی کا ایک نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریباً چار ماہ پہلے شائع ہو چکی تھی مگر یہ ضرور ہوگا کہ کم درجہ کے زلزلے آتے رہیں گے اور ضرور ہے کہ زمین نمونۂ قیامت زلزلے سے رُکی رہے جب تک وہ موعود لڑکا پیدا ہو۔ یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کر کے آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونۂ قیامت کی بہ نسبت تسلی دے دی کہ اس میں بموجب وعدہ **اخره الله الى وقت مسمى** ابھی تاخیر ہے اور اگر ابھی لڑکا پیدا ہو جاتا تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندیشہ دامن گیر ہوتا کہ شاید وہ وقت آ گیا اور تاخیر کا کچھ اعتبار نہ ہوتا اور اب تو تاخیر ایک شرط کے ساتھ مشروط ہو کر معیّن ہوگئی۔ منہ'' (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۰ حاشیہ۔ خزائن ج ۲۲ حاشیہ ص ۱۰۳)

**ناظرین کرام!** غور فرمائیں کہ تحقیق اس کا نام ہے یا اس کا جو مرزائی مجیب کرتے ہیں کہ کلام مرزا بقول شخصے آدھا تیتر آدھا بٹیر۔ کتر بیونت کر کے خراب کرتے ہیں۔ پھر یہ بھی نہیں سوچتے کہ

سامنے کون ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ مرزا قادیانی عالم ارواح میں کسی کو ملیں تو یہی شکایت کرتے سنے جائیں گے کہ:

''ہائے میری امت نے مجھے بدنام کیا''

پس زلزلۂ مؤخرہ بوجہ نہ پائے جانے شرط کے بالکل غت ربود ہو گیا۔ کیونکہ محمدی بیگم زوجہ پیر منظور محمد کے ہاں لڑکا پیدا نہ ہوا یہاں تک کہ وہ خود دنیا سے کوچ کر گئی۔

قادیانی دوستو! کوئی ہے جو ہمارے پیش کردہ واقعات سے (نہ صرف زبان سے) تردید کر سکے۔ یاد رکھو۔

انا صخرة الوادی اذا ما زوحمت

واذا نطقت فاننی الجوزاءُ

......☆......

# محمدی بیگم کا آسمانی نکاح صحیح ہے اور اعتراض غلط

(از ''اہلحدیث'' ۲۵ر مئی ۱۹۳۴ء)

سچ تو یہ ہے کہ آسمانی نکاح والی پیشگوئی نے جماعت قادیانی کی کمر توڑ رکھی ہے جہاں مقابلہ ہوا مخالفوں نے آسمانی نکاح پیش کر دیا۔ آج ہم امت مرزائیہ کی مشکل حل کیے دیتے ہیں گو ہم جانتے ہیں کہ یہ لوگ شکر گذار نہ ہوں گے لیکن ہمیں ان سے شکر گزاری کی تمنا نہیں بلکہ محض فرض کی ادائیگی مقصود ہے۔ مسئلہ شرعی تو یہ ہے کہ جس واقعہ کی دو معتبر گواہ شہادت دیں وہ صحیح سمجھا جائے۔ آج ہم اس قانون کی رو سے دو معتبر گواہ پیش کرتے ہیں جو جماعت قادیانی میں چوٹی کے بزرگ ہیں۔

پہلے بزرگ سے مراد ہماری لاہوری جماعت کے اعلیٰ رکن ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ہیں جو اس جماعت میں مصنف ہیں۔ قرآن مجید کے مدرس ہیں، پنشن یافتہ اسسٹنٹ سرجن ہیں۔ علاوہ بریں آپ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے خسر ہونے کی وجہ سے بقول ''فاروق'' نانائے پیغامیہ ہیں۔ غرض آپ بہت سی عزتوں کے مالک ہیں۔ آپ کی شہادت کا

مضمون یہ ہے کہ محمدی بیگم سے مراد کوئی خاص عورت نہیں بلکہ مراد اقوام یورپ ہیں۔ مرزا قادیانی کا ان سے نکاح ہونے سے مراد یہ ہے کہ ان کو مسلمان کر کے ان کی اولاد کو خادمان اسلام بنایا جائے گا۔ چنانچہ آپ کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

''سو ظاہر ہے کہ وہ آسمانی نکاح کسی شخصیت کے ساتھ نہ تھا بلکہ اس حقیقت کے ساتھ تھا جو محمدی بیگم کے نام کے اندر مضمر تھی اور مامور من اللہ کی شان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس کا نکاح آسمان پر اگر کسی سے ہوگا تو وہ نکاح روحانی ہوگا اور کسی امت یا قوم سے ہوگا ایک معمولی عورت سے نہیں ہوسکتا۔ صحیح تعبیر کی طرف اس وقت ذہن منتقل نہ ہوا تو نہ سہی آج واقعات حقیقت کو ظاہر کر رہے ہیں ہم ہر روز اسی دولہا کی برأت کو یورپ اور امریکہ میں چڑھتے دیکھتے ہیں۔ ایسی اعلیٰ شان کی محمدی بیگم کا تزوج جس خوش قسمت کے ساتھ ہو اس سے مطالبہ کرنا کہ فلاں عورت سے نکاح کیوں نہ ہوا (حالانکہ وہ مشروط بہ شرائط تھا) ویسا ہی ہے جیسے کسی کو کوئی سلطنت مل جائے اور لوگ اس سے مطالبہ کریں کہ تم نے تو کہا تھا کہ ہمیں ایک گھوڑا ملے گا وہ تو نہ ملا حالانکہ اس بڑے انعام کے سامنے ادنیٰ انعامات کوئی حقیقت نہیں رکھتے بلکہ اسی کے ضمن میں آجاتے ہیں۔ پس محمدی بیگم سے مراد وہی حقیقت ہے جو اس نام میں مضمر ہے اور یہ آسمانی نکاح ازل سے مقدر تھا جس کا اشارہ قرآن کریم میں تھا جس کی پیشگوئی حدیث میں تھی اور جس کے متعلق خود حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) فرماتے ہیں:

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من نہادہ اند

اور یہی وہ محمدی بیگم ہے جس سے یتزوج ویولد لہٗ کے ماتحت معلوم ہوتا ہے کہ عالم کباب نے پیدا ہونا ہے یعنی مسیحی قوموں میں سے جو لوگ مسلمان ہوں گے ان میں فیضان محمدی اور تعلق روحانی مسیح موعود (مرزا) سے کسی عظیم الشان انسان کو پیدا کرے گا۔'' (پیغام صلح ۲ جون ۱۹۲۴ء)

گویہ ایک ہی شہادت ایسی ہے کہ نہ صرف کافی بلکہ اکفی ہے تاہم دوسری شہادت بھی ہم پیش کیے دیتے ہیں کیونکہ درجے اور فضیلت میں یہ پہلی گواہی سے بڑی ہے۔ اس لئے کہ یہ شاہد صاحب وحی نبی اور رسول ہیں۔ ان صاحب سے ہماری مراد مولوی فضل خان ساکن چنگا بنگیال ضلع راولپنڈی (پنجاب) ہیں۔ آپ مدعی ہیں کہ میں صاحب وحی نبی ہوں آپ کا بیان ہے کہ:

''محمدی بیگم کا نکاح حضرت مسیح موعود (مرزا) سے مورخہ یکم جون ۱۹۳۳ء کو بہشت میں میرے روبرو ہو چکا۔'' (مقولہ مولوی فضل خان مرید مرزا جدید نبی از

مقام چنگا بنگیال ضلع راولپنڈی۔ ماخوذ از رسالہ ''میرے جنون کی داستان''۔ مؤلفہ شیخ غلام محمد احمدی لاہوری (مدعی الہام)

ناظرین کرام! ہم جانتے ہیں کہ علماء اور فقہا کو اس نکاح پر بہت اعتراض سوجھیں گے ان سب کا جواب ایک ہی ہے وہ یہ کہ یہ سب تمہاری اصطلاحات ہیں۔ امت مرزا ان بدعی اصطلاحات کی قائل نہیں کیونکہ وہاں کی زندگی اور موت اور ہی ہے جس کا اس شعر میں ذکر ہے۔

بیا در بزم رنداں تا بہ بینی عالم دیگر
بہشت دیگر و ابلیس دیگر آدم دیگر

پس ہم ان دونوں شہادتوں پر پورا وثوق رکھتے ہیں بلکہ اس بات پر بھی یقین لاتے ہیں کہ ''ملّا دو پیادے کی نسل دنیا میں ابھی باقی ہے۔''

☆

# مرزا قادیانی فیل

(از اخبار ''اہلحدیث'' ۱۱رمئی ۱۹۳۴ء)

ہم سنتے ہیں کہ مرزا قادیانی باوجود کثرت مخالفت کے بڑے کامیاب ہو کر دنیا سے گئے تو ہمیں سخت تعجب ہوتا ہے۔ قادیانی لوگ مرزا کی کامیابی کا اظہار کرنے کے لئے بہت سے ہوائی قلعے بنایا کرتے ہیں مگر کبھی کبھی سچ ان کے منہ سے بھی نکل جاتا ہے۔ چنانچہ میاں محمود خلیفۂ قادیانی نے اپنی لائل پوری تقریر میں ایک بات بالکل سچ کہی ہے جو ہمارے مضمون کی بنیاد ہے۔ پس ناظرین اسے بغور پڑھیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے پہلے مرزا قادیانی کے آنے کا مقصد خود ان کی زبانی سنیں اور غور سے سنیں۔ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ:

''میرے آنے کے دو مقصد ہیں مسلمانوں کے لئے یہ کہ

(۱) اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں۔ وہ ایسے سچے مسلمان ہو جائیں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔''

(۲) اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا (مسیح) نظر نہ آوے

دنیا اس کو بھول جائے اور خدائے واحد کی عبادت ہو۔''

(الحکم ج ۹ نمبر ۲۵ ص ۱۰۔ ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء)

نمبر دوم کا جواب تو عیسائی اخبارات نور افشاں۔ المائدہ۔ النجاۃ وغیرہ دیں گے کہ مسیح کی الوہیت دنیا سے اٹھ گئی یا ہنوز باقی ہے۔ بظاہر تو ترقی پذیر ہے۔ مگر ہماری غرض پہلے نمبر سے ہے۔ پس ناظرین نمبر اول کو پھر ایک دفعہ غور سے پڑھ کر ذہن نشین کرلیں اور مندرجہ ذیل بیان میاں محمود احمد کا پڑھیں جو انہوں نے لائکپور کے جلسہ میں فرمایا:

''اپنے نفس کو ٹٹولو کیا آج کے مسلمان وہی ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرنا چاہتے تھے۔ بحث اور ہار جیت کے خیال کو دل سے نکال کر ہر شخص اپنے گھر میں دروازے بند کر کے بیٹھے اور مخلّٰی بالطبع ہو کر غور کرے کیا میں وہی مسلمان ہوں جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرنا چاہتے تھے اور پھر دیانتداری کے ساتھ اس کا نفس جو جواب دے وہ آ کر مجھے بتائے۔ پھر اپنے محلے والوں، اپنے ضلع اور صوبہ والوں کے متعلق یہی سوال کرے کہ کیا یہ وہی مسلمان ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنانا چاہتے تھے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ سَو میں سے سَو کو یہی جواب ملے گا کہ ہرگز نہیں۔ اور جب یہ حالت ہے تو مسلمان غیر مسلموں میں تبلیغ کیسے کر سکتے ہیں۔ آج ہی اس کا تجربہ کرلو۔ غیر مسلموں کے پاس جا کر تبلیغ کرو۔ ان میں سے ہر ایک یہی جواب دے گا کہ اگر یہی مسلمان ہیں جو اسلام پیدا کرنا چاہتا تھا، تو ہم ان سے دور ہی اچھے ہیں۔''

(الفضل ص ۷۔ ۲۴ / اپریل ۱۹۳۴ء)

ناظرین کرام! میاں محمود قادیانی کے اس بیان میں ذرہ بھی غلطی نہیں۔ بیشک آج کل کے مسلمان ایسے ہی ہیں کہ ان کے اسلام پر کفر فخر کر سکتا ہے نہ ان کے عقائد ٹھیک نہ ان کے اعمال درست نہ ان کے معاملات صحیح نہ ان کے اخلاق معقول۔ مساجد ان سے خالی۔ قمار خانے اور جیل خانے ان سے بھرپور۔ کہاں تک مسلمانوں کی حالت کا نقشہ بتایا جائے۔ بہت بری حالت ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ میاں محمود صاحب نے یہ فقرات بالکل سچ کہے ہیں۔ پس......

احمدی ممبرو! ذرہ سوچو۔ میدان محشر پر ایمان ہے تو اسے یاد کر کے غور کرو کہ مسلمان ہاں وہ مسلمان جن کا ذکر خلیفۂ قادیان نے بہت مختصر لفظوں میں کیا ہے وہی ہیں جو خدا کے نزدیک مسلمان ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد ہمارے سوال کا جواب دینا۔ کیا مرزا قادیانی اپنے مقاصد میں پاس ہوئے یا فیل؟

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر